جہات

سی ٹی بی ٹی۔ شرعی نقطۂ نظر؟

آج کل قومی پریس میں بڑی اور ایٹمی طاقتوں کے تیار کردہ اور مجوزہ ایٹمی تجربات پر پابندی کے جامع سمجھوتہ (Comprehensive Test Ban Treaty) C.T.B.T پر پاکستان کے دستخط کرنے اور اس کے "ماله وما عليه" کے حوالے سے بحث کا ایک سلسلہ شروع ہے۔ دوراندیش اہل علم ودانش اور تجزیہ نگاروں کی اکثریت سی ٹی بی ٹی پر پاکستان کے دستخط کرنے کے خلاف ہے اورا سے قومی سلامتی اور ملکی ودفاعی تقاضوں کے پیش نظر اپنے پاؤں پر آپ کلہاڑی مارنے اور قومی خودکشی کے مترادف سمجھتی ہے جبکہ بعض "خیر خواہ "اور" بہی خواہ" پاکستان پر آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک کے واجب الاداء قرضوں کی معافی، مزید بیرونی قرضوں کے حصول ،اقتصادی ترقی کیلئے دستخطوں کے ساتھ مشروط پرکشش مزعومہ مالی مراعات اور انڈیا کے ساتھ "بغض معاویہ" میں مذکورہ معاہدہ پر دستخط کردینے کے حامی ہیں۔

ہمارا ملک چونکہ بفضلہٖ تعالیٰ ایک اسلامی جمہوریہ ہے دوسرے موجودہ ملکی آئین کے مطابق بھی ہم قرآن وسنت کے پابند ہیں اس لئے مذکورہ قومی اہمیت کے مسئلے میں کسی حتمی فیصلہ سے قبل اس معاملے میں شرعی نقطۂ نظر بھی ہمارے سامنے رہنا چاہیے۔

چنانچہ شرعی نقطۂ نگاہ سے جب ہم اس معاملے کا جائزہ لیتے ہیں تو قرآن وسنت میں ہمیں اس کی کہیں گنجائش نظر نہیں آتی۔ دور نبوی اور خلفائے راشدین کے مثالی عہد حکومت میں دشمن کے ساتھ جنگ بندی کے معاہدہ کی مثالیں تو ملتی ہیں اور جنگ بندی کی اسلام نے حوصلہ افزائی بھی کی ہے مگر کوئی ایسی نظیر دکھائی نہیں دیتی جس میں کسی حکومت نے اپنے ملکی دفاع کیلئے سامان حرب اور اسلحہ کی تیاری پر پابندی کو قبول کیا ہو یا جنگ بندی کے باوجود اس معاملے میں اس نے کبھی غفلت برتی ہو۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جنگی ہدایات اور دشمن سے حفاظتی تدابیر کے ضمن میں ایک واضح ہدایت یہ بھی دی ہے کہ:

یاایھاالذین آمنوا خذواحذرکم (سورۃ النساء:٧١)

اے ایمان والو! اپنی احتیاط کرلو (یا اپنے ہتھیار تیار رکھو)

مفسرین کے مطابق "حذر" کا مفہوم بہت وسیع وجامع ہے۔ ہر وہ چیز جو دشمن سے بچاؤ کے کام میں آتی ہے، اس میں شامل ہے خواہ ہتھیار ہوں خواہ تدابیر اور منصوبے۔ مسلمان کی ساری زندگی ویسے تو جہاد سے عبارت ہے لیکن جب جہاد نہ ہورہا ہو تو جہاد کی تیاری بھی عین جہاد ہے۔ تاریخ اسلام گواہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی مدنی زندگی کے دس سال دشمنان دین سے عملاً جہاد یا پھر جہاد کی تیاری میں گزرے۔ یہ حضور ﷺ کی مسلسل تیاری ہی کا نتیجہ تھا کہ غزوۂ بدر میں مجاہدین کی تعداد ۳۱۳ تھی جو فتح مکہ کے وقت دس ہزار اور غزوۂ تبوک کے موقعہ پر تیس ہزار ہوگئی۔ حضور ﷺ نے ہمیشہ جنگی مشقوں کا اہتمام فرمایا۔ اس زمانہ میں جنگ کے جو ہتھیار تھے ان کو جمع کرنے کی ہدایات فرمائیں۔ جہاد کیلئے گھوڑے اونٹ ذرہ بکتر بند وغیرہ جمع فرمائے اور تیراندازی اور نیزہ بازی کی مشق کیلئے صحابہ کرامؓ کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ حدیث کی تمام کتابوں میں "کتاب الجہاد" اس چیز پر گواہ ہے۔

حضور اکرم ﷺ کا یہ اسوہ ہمیں بتاتا ہے کہ مسلمان کی ساری زندگی ہی جہاد یا پھر جہاد کی تیاری کا نام ہے۔ "**خذوا حذرکم**" کا حکم ایک ایسا نکتہ یا زریں اصول ہے جس میں قوموں کی بقائے دوام کا راز مضمر ہے۔ مسلمان جب تک اس اصول پر عمل پیرا رہے ساری دنیا پر حکمرانی کرتے رہے اور جب اس اصول کو ترک کردیا تو پھر اس حکم الٰہی کی نافرمانی کی سزا ملی جو من حیث القوم آج بھی جاری ہے۔

دفاع اور جنگی تیاریوں کے سلسلے میں قرآن مجید کا ایک اور دوٹوک لفظوں میں حکم (نہ کہ تجویز) یوں ہے:

واعدوا لھم مااستطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل ترھبون بہ عدواللہ وعدوکم وآخرین من دونھم لاتعلمونھم اللہ یعلمھم وماتنفقوا من شئی فی سبیل اللہ یوف الیکم وانتم لاتظلمون. (الانفال:٦٠)

اور ان (کفار) سے مقابلہ کیلئے جس قدر بھی تم سے ہوسکے سامان درست رکھو۔ طاقت سے اور

جہاد کیلئے پلے ہوئے گھوڑوں سے جس کے ذریعے تم خوف زدہ رکھ سکو اللہ کے دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو اور ان کے علاوہ دوسرے دشمنوں کو جن کو تم نہیں جانتے ہو (مگر) اللہ انہیں جانتا ہے اور تم جو کچھ بھی راہ خدا (جہاد) میں خرچ کرو گے وہ تمہیں پورا پورا دیا جائے گا اور تمہارے لئے (اس میں ذرا بھی) کمی نہیں کی جائے گی۔

زمخشری بیضاوی رازی اور ابو بکر جصاص وغیرہ مفسرین کرامؒ نے لکھا ہے کہ مذکورہ بالا آیت کریمہ میں "ما" اور "قوۃ" کا لفظ عام ہے جس میں قیامت تک تیار ہونے والے ہر زمانے کے جنگی تقاضوں کے مطابق جدید آلات حرب اور سامان جنگ داخل ہے جو اپنے زمانے میں دشمن کے خلاف طاقت حاصل کرنے اور اس پر خوف طاری رکھنے کا ذریعہ بن سکے۔ اسی طرح "رباط الخیل" سے مراد وہ تمام اسباب ووسائل ہیں جن سے میدان جنگ میں دشمن کو نیچا دکھایا جاسکے۔ اس مفہوم کو مزید تقویت حضرت عقبہ بن عامرؓ کی اس روایت سے بھی ملتی ہے جس میں آپ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو منبر پر مذکورہ آیت تلاوت کرتے اور اس کی تفسیر میں یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:

الاان القوۃ الرمی الاان القوۃ الرمی الاان القوۃ الرمی (صحیح مسلم: ۲: ۱۴۳ طبع کراچی)

آگاہ رہو اس قوت (جس کا ذکر آیت کریمہ میں ہے) سے مراد تیر اندازی ہے۔ تین مرتبہ یہی بات آپ ﷺ نے دہرائی۔

پھر اس حدیث میں بلاغت نبوی ملاحظہ ہو کہ قوت کی تفسیر میں تیر اور کمان یا اس دور کے کسی مروجہ ہتھیار کا لفظ استعمال نہیں فرمایا بلکہ "الرمی" کا عام لفظ استعمال فرمایا تاکہ دور سے نشانہ پر پھینکے جانے والے تمام ہتھیار جو اس وقت موجود تھے یا قیامت تک ایجاد ہونے والے تھے مثلاً میزائل۔ راکٹ، بم وغیرہ جن کو آپ اپنے نور نبوت سے دیکھ رہے تھے، سب کو شامل کیا۔ پھر ان جنگی تیاریوں کا مقصد اسلام میں خواہ مخواہ اور بلاوجہ جنگ اور دشمن سے مڈبھیڑ نہیں بلکہ مندرجہ بالا آیت کے الفاظ میں مقصود فقط اتنا ہے کہ کسی فسادی اور ظاہر وخفیہ دشمن کو شر پھیلانے، فساد برپا کرنے، امن عامہ میں خلل ڈالنے، انسانیت پر ظلم کرنے اور عدل وانصاف اور مساوات ومؤاسات پر مبنی اسلامی انقلاب کے نفاذ اور اعلاء کلمۃ اللہ کے راستے میں حائل ہونے کی جرءت نہ ہوسکے۔ بعد ازیں آیت بالا میں یہ تسلی بھی دلادی گئی ہے

کہ سربلندِ دین کیلئے مؤثر جہاد کی تیاری میں جو زرِ کثیر تم خرچ کرو گے اس میں اللہ اتنی برکت ڈال دے گا کہ اس سے کئی گنا زیادہ سرمایہ ایسے نامعلوم اور غائبانہ ذرائع سے تمہیں واپس لوٹا یا جائے گا جو تمہارے وہم وگمان میں بھی نہیں۔

ہمارے ملک میں مہنگائی ،معاشی ناہمواری ،غربت ، افلاس اور عام تنگدستی کا سبب دفاعی اخراجات نہیں بلکہ اس کا بڑا سبب اسلامی معاشی نظام کی جگہ سرمایہ دارانہ اور سودی نظام معیشت ہے۔

جہاد اور جہاد کی تیاری سے غفلت اور کوتاہی کو قرآن مجید نے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف قرار دیا ہے (تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو سورہ البقرہ آیت:۱۹۵ اور سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد کا باب فی قولہ عزوجل ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ اور جامع ترمذی ص: ۴۲۲ ۴۲۳ طبع کراچی)

قرآن وسنت کے ان واضح احکام اور جنگی ودفاعی تیاریوں میں مذکورۃ الصدر اسوہ نبوی سامنے ہونے کے باوجود اگر ہم نے اپنے ازلی دشمن سے کبوتر کی طرح آنکھیں بند کرلیں، جرأت وغیرت قومی وایمانی کا مظاہرہ نہ کیا اور ایٹمی طاقتوں کی طرف سے بظاہر پرکشش مالی مراعات اور بیرونی امداد کے چکر میں آکر پھنس گئے اور کمزوری کا مظاہرہ کرتے ہوئے C.T.B.T پر دستخط کردئے تو یہ موت کے وارنٹ پر دستخط کرنا ہوں گے۔

تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے
ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات

اور

دل کی آزادی شہنشاہی شکم سامانِ موت
فیصلہ تیرا تیرے ہاتھوں میں ہے دل یا شکم

انسانی نفسیات ہے کہ کسی حملہ آور انسان کو اگر یہ معلوم ہو کہ جس آدمی یا ملک پر وہ حملہ کرنے والا ہے وہ غافل نہیں بیٹھا بلکہ پوری طرح مسلح اور تیار ہے۔ تو وہ حملہ کرنے سے پہلے دس بار سوچے گا۔یہی چیز یا خوف ہے جس نے ۱۹۷۱ء سے لیکر اب تک بھارت کو پاکستان پر کسی قسم کی جسارت کرنے سے باز رکھا ہوا ہے کیونکہ اسے بخوبی معلوم ہے کہ اس کے ایٹمی دھماکہ کرنے کے بعد پاکستان بھی آنکھیں بند کر کے اور "کھوٹہ والے" چوڑیاں پہن

کے نہیں بیٹھے ہوئے۔ مؤمن کی شان ہے کہ وہ ایک بِل سے دو دو بار نہیں ڈسا جاتا۔ مگر ہم تو بھارت سے تین بار ڈسے جا چکے ہیں۔ بھارت کی کھلم کھلا جارحیت کے باوجود انسانی حقوق اور امنِ عالم کا کوئی چیمپئن پاکستان کی مدد کیلئے نہ آیا۔ ایسے حالات میں "وٹہ سٹہ" کی طرح "بھارت دستخط کرے گا تو ہم بھی کردیں گے" کی رٹ بھی قطعاً قرینِ مصلحت نہیں۔ صاف اعلان کردینا چاہیے کہ بھارت دستخط کرے یا نہ کرے پاکستان کسی صورت میں بھی C.T.B.T پر دستخط نہیں کرے گا۔

در رہ منزلِ لیلیٰ کہ خطرہاست بجاں
شرطِ اول قدم آنست کہ مجنوں باشی

سعد اللہ

(حافظ محمد سعد اللہ)

مدیر مسئول